تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

حضرت مسیح موعودؑ کی احباب جماعت کو نصائح

(ملفوظات جلد 3 ایڈیشن 1984ء)

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرۃ:133)

ہرگز مرنا نہیں مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔

اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن۔ بلا یہی ہے
جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ملفوظات کی دس جلدوں میں ذاتی اصلاح اور احبابِ جماعت کی تعلیم و تربیت و اصلاحِ احوال کے متعلق بہت قیمتی نصائح ملتی ہیں۔ آج سے ملفوظات جلد سوم کے ایڈیشن 1984ء سے چند اہم اور قیمتی نصائح آپ احباب کے سامنے پیش کرنے جا رہا ہوں۔ آج کی تقریر ملفوظات جلد سوم میں بیان نصائح کی دوسری تقریر ہے۔

خدا تعالیٰ کی سچی محبت قائم کی جاوے

فرمایا:

"تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت قائم کی جاوے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص رنگ پیدا کیا جاوے۔ جب تک یہ باتیں نہ ہوں تمام امور صرف رسمی ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیاء بعض سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہوں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بابت کب یقین ہو سکتا ہے۔ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے اخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت ہو۔ پس بنی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے۔ دیکھو! دنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں۔ قبریں منہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی۔ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکّی بات ہے کہ وہ یقینی ہے ٹلنے والی نہیں تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لیے تیار رہے۔ اسی لیے قران شریف میں فرمایا گیا ہے لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرۃ:133) ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے بات نہیں بنتی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 95-96)

زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے

فرمایا:

”ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے۔ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دُعا میں رِقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ انسان کی زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔ زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آ جاتا ہے۔ جب خدا ڈیوڑھی میں آ گیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟

پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد میں دانستہ ہرگز غفلت نہ کی جاوے۔ جو ان امور کو مدِ نظر رکھ کر دُعاؤں سے کام لے گا یا یوں کہو کہ جسے دُعا کی توفیق دی جائے گی ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اور وہ بچ جاوے گا۔ ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہیں ہیں بلکہ ’برتوکل زانوئے اشتر بہ بند‘ پر عمل کرنا چاہیے جیسا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے معلوم ہوتا ہے مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشمس:10)۔ ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ مجھے الہام ہوا تھا۔ اَیَّامُ غَضَبِ اللّٰہِ۔ غَضِبۡتُ غَضَبًا شَدِیۡدًا۔ یہ طاعون کے متعلق ہے مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہو سکتا ہے جو سلسلہ دُعا، توبہ اور استغفار کا نہ توڑے اور عمداً گناہ نہ کرے۔

گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہے۔ گناہ سے صرف خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت ہٹاتی ہے۔ طاعون بھی گناہوں سے بچانے کے لیے ہے۔ صوفی کہتے ہیں کہ سعید کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ بعض کے حالات سنے ہیں کہ انہوں نے دُعا کی کہ کوئی ہیبت ناک نظارہ ہو تا کہ دل میں رِقّت اور درد پیدا ہو۔ اب اس سے بڑھ کر کیا ہیبت ناک نظارہ ہو گا کہ لاکھوں بچے یتیم کیے جاتے ہیں۔ بیواؤں سے گھر بھر جاتے ہیں۔ ہزاروں خاندان بے نام ونشان ہو جاتے ہیں اور کوئی باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کو ایسے موقعوں پر ہمیشہ بچا لیتا ہے جب کہ بلائیں عذابِ الٰہی کی صورت میں نازل ہوں۔ پس اس وقت خدا کا غضب بڑھا ہوا ہے اور حقیقت میں یہ خدا کے غضب کے ایام ہیں اس لیے خدا کے حدود واحکام کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور اس کی باتوں پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے لیے یہی علاج ہے کہ دعا کے سلسلہ کو نہ توڑو اور توبہ استغفار سے کام لو۔ وہی دُعا مفید ہوتی ہے جب کہ دل خدا کے آگے پگھل جاوے اور خدا کے سوا کوئی نظر نہ آوے۔ جو خدا کی طرف بھاگتا ہے اور اضطرار کے ساتھ امن کا جویاں ہوتا ہے وہ آخر بچ جاتا ہے“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 245-247)

سامعین! نماز کیسے ادا کی جائے

فرمایا:

”استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور وہ زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اُسے موقع ملتا ہے تو اپنے اس کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور رجوع برحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور پھر جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں! بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا

مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لیے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغوں کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں۔

نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکّب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہر گز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مد نظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتاوے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بدستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اُس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لیے دعا کرو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 247)

مامور من اللہ کی باتوں کو غور سے سنا کرو۔ حضورؑ فرماتے ہیں

"سب کو متوجّہ ہو کر سننا چاہیے اور پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے۔ اس میں غفلت، سستی اور عدم توجّہ بہت بُرے نتیجے پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جاوے تو غور سے اس کو نہیں سنتے ہیں۔ ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجے کا مفید اور موثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں، دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑی غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اُسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

جب خدا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں مامور کر کے بھیجتا ہے تو اُس وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اُن کی باتوں پر توجہ کرتے اور کان دھرتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اسے پورے غور سے سنتے ہیں۔ یہ فریق وہ ہوتا ہے جو فائدہ اٹھاتا ہے اور سچی نیکی اور اس کے برکات و ثمرات کو پالیتا ہے۔ دوسرا فریق وہ ہوتا ہے جو ان کی باتوں کو توجہ اور غور سے سننا تو ایک طرف رہا اُن پر ہنسی کرتے اور ان کو دکھ دینے کے لیے منصوبے سوچتے اور کوششیں کرتے ہیں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اس وقت بھی اسی قاعدہ کے موافق دو فریق تھے۔ ایک وہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سنا اور پورے غور سے سنا اور پھر آپ کی باتوں سے ایسے متاثر ہوئے اور آپ پر ایسے فدا ہوئے کہ والدین، اولاد، احبّاء اور اعزّہ غرض دنیا میں جو چیز انہیں عزیز ترین ہو سکتی تھی اس پر آپ کے وجود کو مقدم کر لیا۔ اچھے بھلے آرام سے بیٹھے تھے، برادری کے تعلقات اور احباب کے تعلقات سے اپنے خیال کے موافق لطف اٹھا رہے تھے مگر اس پاک وجود کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہی وہ سارے رشتہ دار اور تعلق ان کو چھوڑنے پڑے اور اُن سے الگ ہونے میں انہوں نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کی بلکہ راحت اور خوشی سمجھی۔ اب غور کرنا چاہیے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ کیا چیز تھی جن سے ان لوگوں کو اپنا ایسا گرویدہ بنا لیا کہ وہ اپنی جانیں دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ اپنے تمام دنیاوی مفاد اور منافع اور تمام قومی اور ملکی تعلقات کو قطع کرنے کے لیے آمادہ ہوئے نہ صرف آمادہ بلکہ انہوں نے قطع کر کے اور اپنی جانوں کو دے کر دکھا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کس خلوص اور ارادت سے ہوئے تھے۔ بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و دولت نہ تھا جو ایک دنیا دار انسان کے لیے تحریص اور ترغیب کا موجب ہو سکے۔ خود آپؐ نے ہی یتیمی میں پرورش پائی تھی تو وہ اوروں کو کیا دکھا سکتے تھے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 142-143)

پھر فرمایا:

"پس تم اپنی ہمت اور سرگرمی میں سست نہ ہو۔ بہت سے مسلمان کہلا کر دوسرے امور میں منہمک ہو جاتے ہیں مگر تم خدا سے ڈرو اور سچی تبدیلی اور تقویٰ طہارت پیدا کرو۔ اِس راہ میں سست ہونا شیطان کو نقب لگا کر ایمان کا مال لے جانے کا موقع دینا ہے۔

اس وقت وہی خدا جو آدم پر ظاہر ہوا تھا اور دوسرے نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ اس وقت خدا نے موقع دیا ہے کہ تم اپنے معلومات کو بڑھا سکو۔ اس لیے جو بات سمجھ میں نا آئے اس کو فوراً پوچھ لینا چاہیے۔ جو سمجھنے سے پہلے کہتا ہے کہ سمجھ لیا اس کے دل پر ایک چھالا سا پڑ جاتا ہے۔ آخر وہ ناسور ہو کر بہہ نکلتا ہے۔ مَیں تھکتا نہیں ہوں خواہ کوئی ایک سال تک پوچھتا رہے۔ پس اس موقع کی قدر کرو۔ میری باتوں کو سنو اور سمجھو اور ان پر عمل کرو۔ پھر خادم دین بنو۔ سچائی کو ظاہر کرو۔ خدا سے محبت کرنا اور مخلوق سے ہمدردی کرنا یہ دونوں باتیں دین کی ہیں۔ اِن پر عمل کرو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 198-199)

قرآن کو بکثرت پڑھو

فرمایا:

”یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف نے پہلی کتابوں اور نبیوں پر احسان کیا ہے جو اُن کی تعلیموں کو قصّہ کے رنگ میں تھیں علمی رنگ دے دیا ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص ان قصّوں اور کہانیوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک وہ قرآن شریف کو نہ پڑھے کیونکہ قرآن شریف ہی کی یہ شان ہے کہ وہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۔وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (الطارق:14) وہ میزان، مہیمن، نور اور شفا اور رحمت ہے۔ جو لوگ قرآن شریف کو پڑھتے اور اسے قصّہ سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا بلکہ اس کی بے حرمتی کی ہے۔ ہمارے مخالف کیوں ہماری مخالفت میں اس قدر تیز ہوئے ہیں؟ صرف اسی لیے کہ ہم قرآن شریف کو جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سراسر نور، حکمت اور معرفت ہے دکھانا چاہتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو ایک معمولی قصّے سے بڑھ کر وُقعت نہ دیں۔ ہم اس کو گوارا نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے۔ اس لیے ہم اُن کی مخالفت کی کیوں پرواہ کریں۔ غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو **کشف حقائق** کے لیے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا اور مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نِرا قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔

اب مَیں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کی۔ اُس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے چنانچہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47) یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اُس کے واسطے دو بہشت ہیں یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو بُرائیوں سے روکتا ہے اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور خلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے۔ لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اس کے لیے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح پر اس کے خلاف کرنے سے جہنمی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 155-156)

قرآن مجید کا علم حاصل کرو

فرمایا:

”مَیں زیادہ اُمید اُن پر کرتا ہوں جو دینی ترقی اور شوق کو کم نہیں کرتے۔ جو اس شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان ان پر قابو نہ پالے۔ اس لیے کبھی سست نہیں ہونا چاہیے۔ ہر امر کو جو سمجھ میں نہ آئے پوچھنا چاہیے تاکہ معرفت میں زیادت ہو۔ پوچھنا حرام نہیں۔ یہ بحیثیت افکار کے بھی پوچھنا چاہیے اور عملی ترقی کے لیے بھی۔ جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔

قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بے بہا گوہر موجود ہیں۔ جب تم کسی عیسائی سے ملوگے تو دیکھو گے کہ اُن میں نقالوں اور ٹھٹھے والوں کی طرح دیانت مفقود نظر آئے گی۔ یوں تو اُن میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے ترجمہ سے واقف ہیں مگر انہوں نے مشق تو کی ہے لیکن ان میں روحانیت نہیں ہے اور اس کا ہمیں بارہا تجربہ ہوا ہے۔ جب اُن کو بلایا گیا تو انہوں نے گریز کی ہے۔ اگر واقعی اُن میں روحانیت ہے اگر واقعی اُن کی معرفت اور علم یقین کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ گریز کرتے ہیں؟“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 194-195)

قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو

فرمایا:

”قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرۃ:21) خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کر لو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا حال کہنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے اسے کیا فائدہ؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدُعا کا ملحوظ رکھو۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 257-259)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡